گوشۂ فقہاء

کوفہ میں فقہی احکام کا نشو وارتقاء

مبشر حسین

حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ

ابواسحاق شیرازی نے آپ کو طبقات الفقہاء میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد یعنی چھٹے نمبر پر ذکر کیا ہے اور حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں دسویں نمبر پر آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ تذکرۃ الحفاظ اور طبقات سعد سے آپ کے بارے میں چند باتیں نقل کی جارہی ہیں۔

آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے جبکہ ابوموسیٰ کنیت سے معروف ہیں۔ آپ نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے پھر غزوہ خیبر کے موقع پر مہاجرین حبشہ کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ آپ کو نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کے ساتھ یمن کا گورنر بنا کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ایک عرصہ تک آپ کو کوفہ اور بصرہ کا گورنر بنائے رکھا' پھر معزول کر دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے آپ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک آپ کوفہ کے گورنر رہے۔ پھر حضرت علیؓ جب کوفہ میں آئے تو آپ ان کے ساتھ رہے۔ حکمین کے قضیہ میں ایک فریق آپ تھے۔ سن ۴۲ اور بقول بعض سن ۴۴ یا ۵۳ ہجری کو آپ کوفہ ہی میں فوت ہوئے۔ (۱)

تلاوت قرآن میں خوش الحانی آپ پر ختم تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کے لیے یہ دعا فرمائی: ''یا اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف فرمادے اور روز قیامت اسے عزت والی جگہ نصیب فرما''۔ (۲) اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کی تلاوت سنی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں لحن آل داؤدی سے نوازا ہے''۔ (۳)

بختری کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ سے حضرت ابوموسیٰؓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو علم میں پوری طرح غوطہ زن ہو کر نکلے ہیں۔ اسودؒ کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں حضرت

علیؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ سے بڑھ کر صاحب علم نہیں دیکھا۔ شعبیؒ کہتے ہیں کہ علم چھ صحابہ سے نقل ہوا ہے یعنی حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت زیدؓ اور حضرت ابوموسیٰ سے۔ نیز آپ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس امت میں (کبار) قاضی صرف چار ہی ہیں یعنی حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت زیدؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ۔ حضرت صفوان بن سلیم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ کے علاوہ اور کوئی صحابی فتویٰ نہیں دیتا تھا۔ (۴)

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں بے خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوفہ میں وارد ہونے والے صحابہ علمی اعتبار سے کبار علماء صحابہ میں شمار ہوتے تھے اور ان کے علم وفکر کا بڑا حصہ اہل کوفہ کو نصیب ہوا۔

کوفہ کے علمی حلقہ کا فکری تسلسل

یہاں اس پہلو پر روشنی ڈالی جائے گی کہ کوفہ میں وارد ہونے والے صحابہ کا علم وفہم ان کے تلامذہ کے ذریعے کس حیثیت اور کس درجے میں آگے منتقل ہوا۔ حافظ ابن قیمؒ اس سلسلہ میں بیان کرتے ہیں کہ اس امت میں دین، فقہ اور علم عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے، زید بن ثابتؓ کے اصحاب سے، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے اصحاب کے ذریعے سے پھیلا ہے۔ عامۃ الناس نے انہی چار صحابہ کے ساتھیوں سے علم حاصل کیا ہے۔ اہل مدینہ نے حضرت زیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھیوں سے علم حاصل کیا۔ اہل مکہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور اہل عراق نے عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے۔ (۵)

نیز ابن قیم نے امام طبری کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور کچھ صحابہ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد مدینہ میں زندگی بسر کی، یہ سب حضرت زید بن ثابتؓ کی رائے کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، تاہم یہ ابن ثابتؓ سے ایسی رائے نہ لیتے جس کے بارے میں ان کے پاس حدیث نبوی نہ ہوتی۔ (۶)

صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علاوہ کسی اور صحابی کو ایسے مشہور و معروف اصحاب نہ مل سکے جو ان کے فتاویٰ اور آراء کو تحریر کرتے یعنی باقی صحابہ کے مقابلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو جلد ہی اور آسانی کے ساتھ ایسے حالات میسر آ گئے کہ ان کی فقہ وفہم دین انہی کے سکھائے

ہوئے اصولوں کی روشنی میں ایک منضبط طریقہ سے آگے لوگوں تک منتقل ہوتی رہی۔ چنانچہ آپ کے فقہی اسلوب پر ایک وسیع علمی حلقہ قائم ہوا جس میں آپ ہی کے تربیت یافتہ افراد شامل تھے۔ ان میں سے کچھ صحابہ کا درجہ رکھتے تھے' کچھ مخضرمی (۷) کا' کچھ کبار تابعین اور کچھ صغار تابعین کا۔

اس حوالے سے ابراہیم تیمیؒ (م۱۹۳ھ) کہتے ہیں کہ ہم میں ساٹھ شیوخ ایسے ہیں جو عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۸)

یہ اصحاب ابن مسعودؓ عام لوگوں کی نظروں میں اونچا علمی مقام رکھتے تھے اور اصحاب ابن مسعودؓ اور اصحاب علیؓ کے لقب سے معروف تھے۔(۹) ان اصحاب کے علمی قد کاٹھ کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو کبار صحابہ (مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ) کی موجودگی میں ان کی اجازت سے فتوی دیا کرتے تھے۔(۱۰)

کوفہ کا یہ علمی حلقہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا۔ حافظ ابن قیمؒ نے اس علمی حلقہ کے درج ذیل اساطین علم کے نام ایک عمومی درجہ بندی کے ساتھ' جسے مقالہ نگار نے یہاں ہر نئے پیرے کے ساتھ نمایاں کیا ہے' تحریر کیے ہیں:

(۱) علقمة بن قیس النخعی 'اسود بن یزید النخعی 'عمرو بن شرجیل الهمدانی 'مسروق بن اجدع الهمدانی 'عبیدة السلیمانی 'شریح القاضی 'سلیمان بن ربیعة الباهلی 'زید ابن صوحان 'سوید بن غفلة 'الحارث بن قیس الجعفی 'عبدالرحمن بن یزید النخعی 'عبدالله بن عتبة بن مسعود القاضی 'خیثمة بن عبدالرحمن 'سلمة بن صهیب 'مالک بن عامر 'عبدالله بن سخبرة 'زر بن حبیش 'خلاس بن عمرو 'عمرو بن میمون الاودی 'همام بن الحارث 'الحارث بن سوید 'یزید بن معاویة النخعی 'الربیع بن خثیم 'عتبة بن فرقد 'صلة ابن زفر 'شریک بن حنبل 'ابو وائل شقیق بن سلمة عبید بن نضلة

(۲) ابو عبیدة بن عبدالله بن مسعود 'عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود 'عبدالرحمن بن ابی لیلی 'میسرة 'زاذان 'ضحاک......

(۳) ابراهیم النخعی 'عامر الشعبی 'سعید بن جبیر 'قاسم بن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود 'ابوبکر بن ابی موسی 'محارب بن دثار 'حکم بن عتبیة 'جبلة بن سحیم......

(۴) حماد بن ابی سلیمان 'منصور بن المعتر 'سلیمان الاعمش 'مسعر بن کدام......

(۵)محمدبن عبدالرحمن بن ابی لیلی'عبدالله بن سبرمة'سعیدبن اشوع'شریک القاضی'قاسم بن معن'سفیان الثوری 'ابوحنیفة'حسن بن صالح بن حی......

(۶)حفص بن غیاث'وکیع بن الجراح'ابویوسف القاضی 'زفربن الهذیل'حمادبن ابی حنیفة'حسن بن زیادالللولوی القاضی 'محمدبن الحسن'عافیةالقاضی 'اسدبن عمرو'نوح بن دراج القاضی'اصحاب سفیان الثوری الاشجعی'معافی ابن عمران'یحیی بن آدم۔(۱۱)

اس فہرست میں صحابہؓ کبارتابعین'صغارتابعین'تبع تابعین اورامام ابوحنیفہؒ وسفیان ثوریؒ (م۱۶۱ھ) کے تلامذہ تک کباراہل علم شامل ہیں۔ان میں سب سے زیادہ نمایاں افرادجوکہ پہلے درجہ سے تعلق رکھتے ہیں'ابراہیم نخعیؒ کے بقول وہ یہ چھ لوگ ہیں:

۱۔اسودبن یزیدؒ (م۷۵ھ)'

۲۔عبیدہ بن قیس السلمانیؒ (م۷۶ھ)'

۳۔حارث بن قیس الجعفیؒ (م؟ھ)'

۴۔علقمہ بن قیسؒ (م۶۲ھ)'

۵۔عمروبن شرحبیلؒ (م۶۳ھ)'

۶۔مسروق بن اجدعؒ (م۶۳ھ)۔(۱۲)

بعض لوگ اس فہرست میں قاضی شریحؒ (م۷۸ھ) کوبھی شامل کرتے ہیں'(۱۳)جن کی قضاوقانون میں مہارت دیکھتے ہوئے حضرت عمرؓ نے انہیں کوفہ کا قاضی بناکربھیجا تھا۔(۱۴)

ان کے بعدجوزیادہ مشہور ہوئے ان میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م۸۳ھ)'سعیدبن جبیرؒ (م۹۵ھ)'ابراہیم نخعیؒ اورعامرشعبیؒ (م۱۰۳ھ)وغیرہ شامل ہیں۔ابراہیم نخعیؒ اورعامرشعبیؒ دونوں کے اکثرشیوخ مشترک ہیں'مگرہم مکتب ہونے اورایک دوسرے کے بارے میں بالعموم اچھے جذبات رکھنے(۱۵) کے باوجودان کی معاصرانہ چشمک بھی معروف ہے جیسا کہ ابن عبدالبرؒ (م۴۶۳ھ) نے اعمش کے حوالے سے نقل کیاہے کہ وہ کہتے ہیں:

کنت عندالشعبی فذکرواابراهیم 'فقال:ذاک رجل یختلف الینالیلاویحدث الناس نهارافاتیت ابراهیم فاخبرته'فقال:ذلک یحدث عن مسروق 'والله ماسمع منه شیئا

قحط۔

میں شعبیؒ کی خدمت میں حاضر تھا کہ لوگوں نے ابراہیم نخعیؒ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص رات کو ہماری مجلس میں آتا ہے اور دن کو لوگوں کو حدیثیں سناتا ہے (مراد یہ تھی کہ ہم سے احادیث سن کر لوگوں میں اپنے آپ کو محدث بنا کر پیش کرتے ہیں!)۔ پھر میں ابراہیم نخعیؒ کے پاس گیا اور انہیں یہ بات سنائی تو وہ کہنے لگے کہ خود ان کی حالت یہ ہے کہ یہ مسروقؒ سے حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ بخدا انہوں نے مسروقؒ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔(۱۶)

یہ معاصرانہ چشمک غالباً ان حضرات کے آخری ایام سے تعلق رکھتی ہے اور ابراہیم نخعیؒ کی وفات کے بعد ان کے منصب تدریس پر ان کے شاگرد حماد بن ابی سلیمانؒ کے فائز ہو جانے کے بعد امام شعبیؒ کی طرف سے اس مخالفانہ روش میں شدت آ گئی۔(۱۷)

لیکن اس کے باوجود اصحاب ابن مسعودؓ کے نام سے جو علمی حلقہ کوفہ میں آباد ہوا تھا' ابراہیم نخعیؒ اور ان کے منہج استدلال سے متاثر ان کے اصحاب وتلامذہ ہی کو بعد میں اس علمی حلقہ کا مجموعی طور پر وارث سمجھا گیا' یا دوسرے لفظوں میں انہی کے منہج استدلال کو دیگر اہل علم (یعنی شعبیؒ' ابن ابی لیلیؒ' ابن شبرمہؒ وغیرہ) کے مقابلہ میں کوفہ (عراق) میں غلبہ پانے کا موقع ملا۔(۱۸)

ابراہیم نخعیؒ کے بعد ان کے تلامذہ میں سے حماد بن ابی سلیمانؒ (م ۱۲۰ھ) نے اور ان کے بعد ان کے تلمیذ رشید امام ابوحنیفہؒ نے اس علمی حلقے سے سب سے زیادہ شہرت پائی۔ تاہم ان کے معاصرین میں ابن شبرمہؒ (م ۱۴۴ھ) اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) (۱۹) بھی اپنا ایک علمی مقام رکھتے تھے' مگر انہیں وہ شہرت نہ ملی جو امام ابوحنیفہؒ کے مقدر میں لکھی تھی۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے بارے میں گفتگو آئندہ صفحات میں آ رہی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین

امام ابوحنیفہؒ کے سوانح پر مفصل کتابیں موجود ہیں' یہاں موضوع کی مناسبت سے نہایت اختصار کے ساتھ آپؒ کے سوانح قلم بند کیے جاتے ہیں۔(۲۰)

آپ کا نام ونسب یہ ہے:

نعمان بن ثابت بن زوطی التیمی الکوفی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبہ۔(۲۱)

☆اقرأ التاریخ تو نفکر فی عجائبہ وتدبر غرائبہ واستمتع بقصصہ واخبارہ.☆

اکثر مؤرخین کے بقول آپ سن ٨٠ ہجری کو پیدا ہوئے اور سن ١٥٠ ہجری کو فوت ہوئے۔(٢٢)
آپ کے تابعی ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔حافظ ذہبی کی رائے کے مطابق صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے صغرسنی میں حضرت انس بن مالکؓ (م٩٣ھ) کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔(٢٣) بعض اہل علم نے کچھ اور صحابہ سے بھی آپ کی ملاقات اور رویت کی تائید کی ہے۔(٢٤)
آپ کا علمی مقام و مرتبہ بیان کرنے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ آپ مجتہد مطلق تھے اور اہل سنت کے چار بڑے ائمہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔(٢٥) علاوہ ازیں اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گزشتہ تیرہ صدیوں سے مسلمانوں کی ایک بڑی واضح اکثریت آپ ہی کے فقہی مذہب پر عمل پیرا چلی آرہی ہے۔مزید برآں کبار اہل علم نے آپ کے علم و فضل اور امانت و وثاقت (ثقاہت) کی گواہی دی ہے' مثلاً امام مالکؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ

رایت رجلا لو کلمک فی هذه الساریة ان یجعلها ذهبا لاقام حجته (٢٦)

میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے جو اگر آپ کو اس ستون کے بارے میں یہ کہے کہ یہ سونے کا ہے تو دلیل سے اپنی بات منوالے گا۔

امام شافعیؒ نے آپ کے بارے میں یہ سنہری جملہ کہا ہے:

الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفة ''لوگ علم فقہ کے معاملہ میں ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں''۔(٢٧)

اسی طرح کبار محدثین مثلاً ایوب سختیانیؒ (م١٣١ھ)' مسعر بن کدامؒ (م١٥٢ھ)' اعمشؒ (م١٤٨ھ)' شعبہ بن حجاجؒ (م١٦٠ھ)' سفیان ثوریؒ (م١٦١ھ)' سفیان بن عیینہؒ (م١٩٨ھ)' عبداللہ بن مبارکؒ (م١٨١ھ)' یحییٰ بن معینؒ (م٢٣٣ھ) وغیرہ نے امام ابوحنیفہؒ کی توثیق اور آپ کے علمی و فقہی مقام و مرتبہ کا اعتراف کیا ہے۔(٢٨)

تاہم ان محدثین کے تلامذہ اور آگے ان کے تلامذہ میں سے ایک گروہ نے آپ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے(٢٩)

مقالہ نگار کی رائے میں امام ابوحنیفہؒ کے معاصر کبار فقہاء اور محدثین مثلاً امام مالکؒ امام اوزاعیؒ (م١٥٧ھ)' ابن ابی لیلیٰؒ ابن شبرمہؒ وغیرہ سے آپ کی تضعیف یا تنقیص میں ایسی کوئی بات منقول نہیں جس سے آپ کے علمی مقام و مرتبہ پر حرف آتا ہو اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد کئی عشروں تک ایسی کوئی رائے جید علماء نے قائم کی' ورنہ کم از کم امام شافعیؒ جنہوں نے آپ کے اجتہادی

اسلوب پر سب سے زیادہ نقد کیا' ضرور اس سلسلہ میں لب کشائی فرماتے۔

متاخرین میں سے امام ابن تیمیہؒ (٣٠) حافظ ذہبیؒ (٣١) ابن عبدالبرؒ (٣٢) وغیرہ نے امام ابوحنیفہ کی توثیق کے پہلو کو ترجیح دیتے ہوئے آپ کے علمی وفقہی مقام ومرتبہ کو کھلے دل سے تسلیم کیا ہے۔

آپ کی روایت کردہ احادیث کو مسند اور آثار کے نام سے آپ کے تلامذہ نے جمع ومرتب کیا ہے۔اس کے علاوہ آپ کی ایک کتاب الخارج فی الحیل بھی بتائی جاتی ہے جسے امام ابو یوسفؒ نے روایت کیا ہے۔اس کے علاوہ آپ کی طرف الفقہ الاکبر بھی منسوب ہے مگر بقول زرکلی اس کی نسبت صحیح نہیں ہے۔(٣٣)......................(جاری ہے)

حواشی

١۔ابن سعد'الطبقات' ج٦' ص١٦۔ذہبی' تذکرۃ' ج١' ص٢١' ٢٢۔

٢۔بخاری'الجامع الصحیح' کتاب المغازی'باب غزوۃ اوطاس۔

٣۔ایضا' کتاب فضائل القرآن'باب حسن الصوت بالقرآءۃ للقرآن۔

٤۔ذہبی' تذکرۃ' ج١' ص٢٢' ٢٣۔

٥۔ابن قیم'اعلام الموقعین' ج١' ص١١۔باب دوم کی فصل دوم میں اس حوالے سے بحث کی گئی ہے کہ کوفی علماء نے ان چاروں اکابر صحابہ سے کسب فیض کیا ہے۔

٦۔ایضا' ص٢٠۔

٧۔یعنی جو حضورﷺ کے دور میں زندہ تھے مگر آنحضرتﷺ کی حیات کے بعد مسلمان ہوئے۔

٨۔ایضا۔

٩۔ایضا' ص٥٢۔

١٠۔ایضا۔

١١۔ایضا' ص٢٥' ٢٦۔واضح رہے کہ ابواسحاق شیرازی (م٤٧٦ھ) نے طبقات الفقہاء میں اور ابن حزم ظاہری نے الاحکام فی اصول الاحکام (ج٥' ص٨٥ وبعد) میں اس حوالے سے بحث کی ہے

☆الهجر المنبهات والاكثار منها كالشاهي والقهوة مواجهة التدخين والشيشة وغيرها. ☆

اور ابن قیم کا ماخذ وحید بقول بعض اہل علم ابن حزم کی یہی الاحکام ہے۔ دیکھیے: محمد یوسف موسیٰ تاریخ الفقہ الاسلامی، قاہرہ: دارالمعرفۃ، طبع دوم ۱۹۶۴ء، ج۲، ص۲۶۔

۱۲۔ ابن سعد، الطبقات، ج۶، ص۱۰۔

۱۳۔ ایضاً، ص۱۱۔

۱۴۔ ایضاً، ۱۳۲۔

۱۵۔ اس سلسلہ میں اہل علم سے کئی اقوال نقل مروی ہیں اور اس کا ثبوت امام شعبیؒ کے اس تبصرہ سے بھی ہوتا ہے جو انہوں نے ابراہیم نخعیؒ کی وفات کی اطلاع ملنے پر کیا۔ ایک روایت میں ان کا یہ تبصرہ اس طرح مذکور ہے:

دفنتم افقه الناس قلت ومن الحسن ؟قال افقه من الحسن ومن اهل البصرةومن اهل الكوفة واهل الشام واهل الحجاز

تم نے ایسے شخص کو دفن کیا جو سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کیا وہ حسن بصریؒ سے بھی بڑے فقیہ تھے؟ آپ نے جواب دیا، یہاں حسنؒ سے بھی بڑے تھے، بلکہ بصرہ، کوفہ، شام اور حجاز میں سب سے بڑے فقیہ تھے۔

ایک روایت میں یہ تبصرہ کچھ یوں نقل ہوا ہے:

هلك الرجل؟قيل نعم،قال لوقلت انعى العلم ماخلف بعده مثله وساخبركم عن ذالك انه نشافي اهل بيت فقه فاخذ فقههم ثم جالسنافاخذ صفوحديثناالى فقه اهل بيته فمن كان مثله العجب منه حين يفضل سعيدبن جبيرعلى نفسه

آپ نے پوچھا کیا واقعی یہ صاحب فوت ہوگئے ہیں؟ جواب دیا گیا، ہاں۔ تو آپ نے کہا کہ کاش تم یہ کہتے کہ میں علم کا ماتم کروں! اس نے اپنے پیچھے اپنے مقابلہ کا کوئی شخص نہیں چھوڑا اور میں تمہیں بتاؤں کہ اس کی وجہ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ صاحب ایک فقہی گھرانے میں پیدا ہوئے اس لیے ان سے فقہ سیکھ لی اور پھر ہمارے ہم مجلس بنے تو ہماری عمدہ حدیثوں کو بھی اپنی فقہ کے ساتھ ملا لیا، اس لیے کون ہے جو ان کے مثل ہو لیکن تعجب تو اس بات پر ہے کہ یہ سعید بن جبیرؒ کو اپنے اوپر فضیلت دیتے تھے۔ (دیکھیے: احمد بن عبداللہ، ابونعیم، اصبہانی (م ۴۳۰ھ)، حلیۃ الاولیاء، بیروت: دارالکتاب العربی، طبع چہارم ۱۴۰۵ھ، ج۴، ص۲۲۰، ۲۲۱)۔

ابراہیم نخعیؒ کی زندگی میں امام شعبی نے ان پر جو بھی نقد کیا ہے' اگر وہ فی الواقع ان سے ثابت ہو بھی' تو اسے معاصرانہ چشمک اور معاصرانہ علمی منافست کی وجہ سے قابل اعتناء نہیں سمجھنا چاہیے' اور حقیقت وہی ہے جس کا اظہار انہوں نے نخعی کی وفات پر کیا ہے۔

۱۶۔ دیکھیے: ابن عبد البر' جامع بیان العلم وفضلہ' ج ۲' ص ۳۰۰۔

۱۷۔ بعض معاصر محققین نے اس سلسلہ میں تفصیل سے بات کی ہے' مثلاً دیکھیے: عبدالمجید محمود' الاتجاہات الفقهية عند اصحاب الحديث فی القرآن الثالث الهجری' قاہرہ: مکتبۃ الخانجی' طبع ۱۹۷۹ء' ج ۱' ص ۴۹' ۵۰۔

۱۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: محمد رواس قلعہ جی کی کتاب: موسوعۃ فقہ ابراهیم النخعی کی پہلی جلد' (جدۃ: جامعۃ الملک عبدالعزیز' طبع اول ۱۹۷۹ء)۔ امام نخعیؒ اور شعبیؒ کے حوالے سے مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

۱۹۔ امام ابن ابی لیلیٰؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا فقہی مسائل میں باہمی اختلاف بھی تھا مثلاً دیکھیے امام ابو یوسفؒ کی کتاب: اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلی' اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۲۰۔ یہاں امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اختصار سے اس لیے کام لیا جارہا ہے کہ یہ اس مقالہ کا اصل موضوع نہیں ہے۔ علاوہ ازیں امام ابوحنیفہؒ کے سوانح پر پہلے ہی تفصیلی کام ہو چکے ہیں' دیکھیے: زرکلی' الاعلام' ۸/ ۳۶' ۳۷۔

۲۱۔ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' سیر اعلام النبلاء' بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ' طبع ۱۴۰۵ھ' ج ۶' ۳۹۰۔

۲۲۔ ایضاً۔ نیز دیکھیے: ابن سعد' الطبقات' ۳/ ۸۷' ۴' محمد بن ابی یعقوب اسحاق' ابن ندیم (م ۴۳۸ھ)' الفهرست فی اخبار العلماء المصنفين من القدماء' مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری' سن ندارد' ص ۲۵۵۔

۲۳۔ ذہبی' سیر اعلام النبلاء' ۶/ ۳۹۲۔ یہاں درج ذیل اقتباس لائق توجہ ہے:

''مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: انه تابعی رؤية وتبع التابعی رواية فانه ثبت رؤيته انساً عند الكل۔ مولانا عطاء اللہ حنیف نے ابو زہرہ کی کتاب ابوحنیفۃ حیاته وعصره کے اردو ترجمہ کے حواشی میں یہ قول: ''انه لم يثبت له غير رؤية انس'' کشمیری کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ درست نہیں۔ یہ کشمیری موصوف کی رائے نہیں بلکہ حافظ قاسم بن قطلوبغا کی رائے ہے جو انہوں نے ''عینی'' کی تردید میں نقل کی ہے''۔ (دیکھیے: ازکیا ہاشمی ''امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات اور ان کا جائزہ'' مشمولہ کتاب: امام ابوحنیفہؒ حیات' فکر اور خدمات' ترتیب وتدوین: محمد طاہر منصوری

'عبدالحی ابڑو'اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی' طبع ۲۰۰۲' ص ۱۶۶)

۲۴۔عبدالرحمٰن بن ابی بکر' جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)' مذہب تدریب الراوی' لاہور: دار نشر الکتب الاسلامیۃ' سن ندارد' ص ۵۴۔

۲۵۔زرکلی' الاعلام' ۸/ ۳۶۔

۲۶۔ذہبی' سیر اعلام النبلاء ۶/ ۴۰۰۔

۲۷۔ایضاً' ص ۴۰۳' وہی مصنف' تذکرۃ الحفاظ' ۱/ ۱۲۷۔

۲۸۔دیکھیے: یوسف بن عبداللہ' ابن عبدالبر' الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء مالک والشافعی وابی حنیفۃ' بیروت: دار الکتب العلمیۃ' سن ندارد' ج ۱' ص ۱۲۲ و بعد۔ نیز ابن عبدالبرؒ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یحیی بن معینؒ سے جب امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ثقۃ ماسمعت احداضعفہ ھذا شعبۃ بن الحجاج یکتب الیہ ان یحدث ویامرہ وشعبۃ شعبۃ۔ (''آپ ثقہ ہیں' میں نے کسی سے نہیں سنا کہ اس نے آپ کو ضعیف قرار دیا ہے' بلکہ شعبہؒ جیسے شخص آپ سے حدیث کی روایت کی استدعا کرتے تھے'') اسی طرح حافظ ذہبیؒ نے وکیع بن جراحؒ (جو امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ میں سے ہیں) اور یحیی القطانؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ دونوں امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے' (دیکھیے: ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۱' ص ۲۲۴)۔ اگر امام ابوحنیفہؒ میں ایسی ویسی بات ہوتی تو یہ دو بڑے محدث نہ صرف یہ کہ ان کے قول کے مطابق فتوی نہ دیتے بلکہ الٹا ان کی تضعیف کرتے' جب کہ ان سے اس سلسلہ میں کوئی بات ثابت نہیں ہے۔

۲۹۔اس پر بعض حنفی اہل علم نے سخت تعاقب کیا ہے کہ امام صاحب کے معاصرین اور ان کے بعد ان کے قریب العہد علماء ومحدثین نے تو انہیں ثقہ اور معتبر تسلیم کیا' مگر دوسری صدی ہجری کے بعد اچانک محدثین کے گروہ کی طرف سے ان کے خلاف نقد ونظر میں تیزی کیوں آگئی؟۔ اس سلسلہ میں ان اہل علم نے جو کچھ وجوہات کی نشاندہی کی ہے جنہیں اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں امام بخاریؒ' امام نسائیؒ وغیرہ کا نقد بے معنی ہو جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ظفر احمد عثمانی (م ۱۳۹۴ھ)' قواعد فی علوم الحدیث' کراچی' ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ' سن ندارد) معاصر عرب محققین مثلاً ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ' ابوزہرہ' محمد بلتاجی' محمد دسوقی' عبدالمجید محمود وغیرہ بھی کچھ ضمنی اختلاف کے ساتھ ان وجوہات کو درست تسلیم کرتے ہیں۔

☆تذکر ان ربک واسع المغفرۃ یقبل التوبۃ و یعفو عن عبادہ و یبدل السیئات حسنات۔☆

۳۰۔امام ابن تیمیہؒ نے اپنی بعض تصنیفات (مثلارفع الملام عن ائمة الاعلام، منهاج السنة وغیرہ) میں امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اچھی رائے قائم کرنے کی تلقین کی ہے،اس سلسلہ میں ان کی ایک عبارت ملاحظہ ہو: وقدقال الشافعی من ارادالتفسیرفهوعیال علی مقاتل ومن ارادالفقه فهوعیال علی ابی حنیفة. کماان اباحنیفة وان کان الناس خالفوه فی اشیاء وانکروهاعلیه فلایستریب احدفی فقهه وفهمه وعلمه وقدنقلواعنه اشیاء یقصدون بهاالشناعة علیه وهی کذب علیه قطعا (''شافعی کہتے ہیں کہ جو تفسیر کا علم چاہتا ہے وہ مقاتل کا محتاج ہے اور جو فقہ کا علم چاہتا ہے وہ ابوحنیفہ کا محتاج ہے۔کیونکہ ابوحنیفہ سے اگر چہ لوگوں نے بعض مسائل میں اختلاف بھی کیا اور آپ پر نقد بھی کی ہے،مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کی فقہ،فہم اور علم پر کوئی شک نہیں کر سکتا۔بعض لوگوں نے آپ کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کی ہے جن سے ان کا مقصد آپ کی تنقیص ہے،حالانکہ یہ باتیں قطعی طور پر جھوٹ ہیں''۔) دیکھیے :ابن تیمیہ، منہاج السنۃ، ج۲،ص۷۱ ۳۔

۳۱۔حافظ ذہبیؒ نے آپ کے مناقب پر باقاعدہ کتاب لکھی ہے،نیز تذکرة الحفاظ میں بھی آپ کو حفاظ میں شمار کیا ہے،دیکھیے :تذکرة الحفاظ ،ج۱،ص۱۲۶۔

۳۲۔دیکھیے ابن عبدالبر کی تصنیف :الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء مالک والشافعی وابی حنیفة.

۳۳۔زرکلی،الاعلام،۸/۳۶۔

توہینِ رسول اور اسلامی قوانین

تالیف شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی

ناشر: جمعیت اشاعتِ اہل سنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

☆اشکر ربك علی نعمة الدین والعقل والعافیة والستر والسمع والبصر والرزق والذریة وغیرها.☆